دوسرا باب

# ایمان

اسلامی عقیدہ کی بنیاد ایمان پر ہے۔کوئی ایمان عقیدے کے بغیر اور کوئی عقیدہ ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

## تعریف ایمان:

علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

الإیمان هو التصدیق الذی معه أمن . (المفردات : ص ٢٦)

ترجمہ: ایمان وہ تصدیق ہے جس کے ساتھ امن اور اطمینان ہو۔

حدیث جبرائیل سے ایمان کی وضاحت یوں ہوتی ہے۔

عن ابی هریرة قال کان رسول الله یوماً بارزا للناس ۔ فاتاه رجل فقال یا رسول الله ما الایمان‘ قال ان تومن بالله وملائکته و کتابه ولقائه و رسله و تومن بالبعث الاخر ۔(صحیح مسلم)

ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ ایک دن لوگوں کے سامنے تشریف فرما تھے۔اس دوران میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسولؐ ایمان کیا ہے‘ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتاب پر اور اس کی ملاقات پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن اٹھائے جانے پر ایمان لائے۔“

ایمان، قول وعمل کے مجموعے کا نام ہے جس میں اطاعت ومعصیت کے اعتبار سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

الإیمان اقرار باللسان' وتصدیق بالقلب وعمل بالارکان

ترجمہ: ''ایمان' اقرار زبان' تصدیق قلب اور جوارح کے عمل کا نام ہے''

ایک بھٹکا ہوا مسافر جسے آپ نے منزل کا راستہ بخوبی سمجھا دیا ہو اور وہ بظاہر آپ کی بات مان کر یقین کا اظہار بھی کر دے لیکن آپ کی بتائی ہوئی سمت یعنی داہنے ہاتھ کی بجائے بائیں سمت چلنے لگے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ اسے راہ نما کی بات پر پوری طرح یقین نہیں آیا۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر ایمان کامل ہو تو یقین آ جاتا ہے جس کے آثار مومن کے عمل اور طرز وروش سے ظاہر ہوتے ہیں اور گر ناقص وہ الٹی سمت چلتا ہے اور دیگر خرابیاں نظر آتی ہیں۔ اس لئے ایمان کو عمل سے جدا نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ عمل' ایمان کا نتیجہ اور ثمرہ ہے بلکہ یہی وہ علامت ہے جس سے لوگوں کو کسی کے مومن ہونے کا علم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد جگہ ایمان اور عمل صالح کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔

## ایمان میں کمی بیشی:

علمائے سلف کا یہ نظریہ کہ بندہ مومن کے ایمان میں حالات وواقعات کی وجہ سے کمی بیشی ہوتی رہتی ہے اور اسی مناسبت سے عمل میں بھی اور یہی وہ مسلک ہے جس کی تائید قرآن مجید سے ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ کیجئے:

(1) وإذا تليت عليهم اياته زادتهم ايمانا (انفال : ۲)

''جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔''

(2) فأما الذين آمنوا فزادتهم ايمانا (التوبہ : ۱۲٤)

''جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کے ایمان میں تو فی الواقع (ہر نازل ہونے والی سورۃ نے) اضافہ ہی کیا ہے۔

(3) ومازادهم اِلا إيمانا وتسليما . (الاحزاب : ۲۲)

''اس واقعہ نے ان کے ایمان اور ان کی سپردگی کو اور زیادہ بڑھا دیا۔''

## ایمان کا انسانی زندگی پر اثر :

ایمان کسی تقلیدی عقیدہ کا نام نہیں۔ ایمان ایک زندہ شعور کا نام ہے۔ آدمی جب اللہ کو اُس کی تمام صفات کمال' کے ساتھ مانے اور اس کی تمام باتوں (وحی' آخرت' ملائکہ وغیرہ) پر کامل یقین کر کے ان کی تصدیق کر دے' اور اللہ کے فیصلوں پر پوری طرح راضی اور مطمئن ہو جائے تو یہی ایمان ہے۔

ان ایمانیات کو ماننے کی ایک صورت یہ ہے کہ ان کو تقلید آباء کے طور پر مانا جائے مگر اس قسم کا تقلیدی ایمان اللہ تعالیٰ کو مطلوب نہیں ہے۔ اسکی مثال کسی کے ہاتھ میں چھنگلیا کی سی ہے۔ چھنگلیا بظاہر انگلی کی مانند ہوتی ہے۔ وہ ہاتھ کے ایک طرف بے کار لٹکی رہتی ہے اس کا کوئی کام نہیں ہوتا۔

حقیقی ایمان ایک شعوری سفر کا نام ہے کہ آدمی نہ دکھائی دینے والے خدا کو دیکھ لے۔ وہ غیب میں چھپی ہوئی حقیقت کا مشاہدہ کر لے۔ اس اعتبار سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایمان ایک ڈسکوری ہے۔ جو چیز زندگی میں بطور ڈسکوری کے داخل ہو اس کا

داخل ہونا ایک انقلاب ہوتا ہے۔ وہ پُر سکون زمین میں زلزلہ کی طرح یا ٹھہرے ہوئے پانی میں طوفان کی طرح ہوتا ہے۔

ایسا ایمان آدمی کی سوچ کو بدل دیتا ہے اس کے مزاج کو بدل دیتا ہے۔ وہ اس کی سرگرمیوں کے رخ کو پھیر کر دوسری طرف کر دیتا ہے۔ اسکے بعد آدمی کے اندر ایک نئی شخصیت ابھرتی ہے۔ اس کے اندر سے ایک نیا انسان ظہور کرتا ہے۔ اپنے قول اور عمل دونوں کے اعتبار سے وہ ایک نیا انسان بن جاتا ہے۔ اس کی وضاحت قرآن مجید میں بیان کردہ کچھ مثالوں سے ہوتی ہے۔

## ایمان نیا انسان بناتا ہے:

ایک مثال موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کے جادوگروں کی ہے۔

جادوگروں کا یہ حال اظہار حقیقت سے پہلے تھا۔ اس کے بعد جب کھلے میدان میں موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ کے بعد جادوگروں نے دیکھا کہ ان کے سانپوں کو موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے نگل لیا ہے تو جادوگروں پر کھل گیا کہ اتنا بڑا واقعہ خدا کے پیغمبر ہی کے ذریعہ ظاہر ہوسکتا ہے۔ چنانچہ جادوگر اسی وقت خدا کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ وہ بول اٹھے کہ

آمنا برب العالمین (ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے)

یہ فرعون کے لیے ذاتی شکست تھی۔ اس نے بگڑ کر کہا کہ میں تم کو سخت ترین سزا دوں گا۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور پھر تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ جادوگروں نے یہ سن کر کہا:

فاقض ما أنت قاض انما تقضی هذه الحیاة الدنیا. (طه ۷۲)

جو کچھ تجھے کرنا ہے کرڈال' تو جو کچھ کرسکتا ہے موجودہ دنیا کی زندگی میں ہی کرسکتا ہے۔

اس مثال میں صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ ایمان کے بعد آدمی کے اندر سے ایک نیا انسان ظہور (Emerge) کرتا ہے۔ وہی جادوگر جو چند لمحہ پہلے بادشاہ کی عظمت سے دبے ہوئے تھے' اور اس کی خوشامد کررہے تھے۔ ایمانی انقلاب کے بعد وہ فرعون کی سخت ترین سزا کی دھمکی سن کر بھی متاثر نہیں ہوئے۔ شکل وصورت سے اگرچہ وہ پہلے ہی جیسے دکھائی دیتے تھے مگر اب ان کے اندر ایک نیا انسان پیدا ہو چکا تھا۔ ایک ایسا انسان جو صرف خدا سے ڈرتا تھا' ایسا انسان جس کی نظر میں آخرت کے سوا ہر چیز بے وقعت ہو چکی تھی۔

## ایمان معرفت ہے:

قرآن میں ایمان کو معرفت کہا گیا ہے: مما عرفوا من الحق (المائدہ ۸۳)

اسی طرح حدیث میں ایمان کو علم کہا گیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ جس شخص نے جان لیا کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

من علم انه لا اله الاّ الله دخل الجنة. (مسلم)

معرفت اور علم کسی چیز کو شعوری طور پر پانے کا نام ہے۔ جب آدمی کسی چیز کو شعوری طور پر پائے۔ وہ چیز آدمی کے پورے وجود میں سما جاتی ہے۔

اس قسم کے ایمان کا ایک واقعہ قرآن مجید میں ساتویں پارہ کے نجران کے علاقہ سے دس عیسائیوں کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ سے ملنے کیلئے مدینہ آیا۔ آپ نے ان کو قرآن کے کچھ حصے سنائے۔ جس کو سن کر ان پر یہ منکشف ہوا کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس انکشافِ حقیقت کے

بعدان کا جو حال ہوا وہ قرآن میں ان لفظوں میں بیان ہوا ہے: اور

واذاسمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق یقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدین. (المائدہ ۸۳)

ان لوگوں کو جب ایمان کا شعور ملا تو وہ بے اختیار رو پڑے۔ آنکھ کے راستہ سے آنسوؤں کا سیلاب اس بات کی تصدیق ہے کہ آدمی نے قربتِ خداوندی کا تجربہ کیا ہے اور یہ ایمان کہتے ہیں۔

## ایمان خدا کا خوف پیدا کرتا ہے:

مفسر ابن کثیر نے ایمان کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

الخشیة خلاصة الایمان ۔ خدا کا خوف ایمان کا خلاصہ ہے (جلد اول، صفحہ ۴۱)

یہ تفسیر بہت بامعنیٰ ہے۔ آدمی جس چیز پر ایمان لاتا ہے اسی کے مطابق اس کے اندر کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً آپ چیونٹی کی موجودگی کا اقرار کریں تو اس وقت آپ کے اندر جو کیفیت پیدا ہوگی وہ اس سے بالکل مختلف ہوگی جب کہ آپ ایک شیر کی موجودگی کا اقرار کر رہے ہوں۔

ایمان اگر ''زندہ ایمان'' ہو۔ اور خدا کی ذات پر یقین کے ہم معنی ہو تو ایسا ایمان آدمی کو لرزا دیتا ہے۔ خدا کی ہیبت سے اس کا حال یہ ہوتا ہے کہ اس کی آواز پست ہو جاتی ہے۔ اس کی زندگی ایسی پابند زندگی بن جاتی ہے جیسے خدا اس کے رات اور دن کا نگراں ہو۔

بعض مفسرین نے مومنین کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ وہ غیب پر اس طرح یقین رکھتے ہیں جس طرح وہ مشاہدہ پر یقین رکھتے ہیں۔

يؤمنون بالغيب كما يؤمنون بالشهادة. (تفسیر ابن کثیر جلد اول' صفحہ ۴۱)

گویا قیامت میں خدا کو دیکھ کر لوگوں کا جو حال ہو گا وہ حال مومن کا بغیر دیکھے اسی دنیا میں ہو جاتا ہے۔ غیر مومن قیامت میں خدا کو دیکھ کر ڈھ پڑیں گے' مومن اسی آج کی دنیا میں خدا کے سامنے ڈھ پڑتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ غیر مومن پر قیامت میں گزرے گا وہ مومن پر اسی دنیا میں گزر جاتا ہے۔ اسی زلزلہ خیز تجربہ کا نام ایمان ہے۔

## ایمان کی شاخیں:

ایمان کی 60 سے زائد شاخیں ہیں جن سے مراد اعمال ہی ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

الإيمان بضع وستون شعبة، والحياء من الإيمان.

ایمان کی 60 سے زائد شاخیں ہیں۔ اور حیاء بھی ایمان میں سے ہے۔

## ایمان کے بارے میں اہم باتیں

☆...... جو شخص شہادتین کے ذریعے اپنے ایمان کا اعلان واقرار نہ کرے اس پر دنیا و آخرت ہر دو جگہ نہ تو ایمان ثابت ہوتا ہے اور نہ اس کا حکم۔

☆...... اسلام اور ایمان دو شرعی اصطلاحیں ہیں جن کے مابین عام و خاص کا تعلق ہے۔ یعنی ہر مومن مسلم ہے مگر ہر مسلم مومن نہیں۔ اسلام کی نسبت سے تمام اہل قبلہ (مسلمانوں کے تمام گروہ) کو مسلمین کہا جاتا ہے۔

☆...... گناہ کبیرہ کا مرتکب دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں اس کی

حیثیت ایک ناقص الایمان مومن کی ہوتی ہے اور آخرت میں اس کے ساتھ معاملہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق کریں گے۔

☆......تمام موحّدین بہر حال جنت میں جائیں گے۔ اگر ان میں سے کسی کو بعض اعمال بد کے سبب عذاب جہنم میں مبتلا کیا گیا تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ اپنی مقررہ سزا بھگت کر بالآخر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

☆......اہل قبلہ میں سے کسی معین شخص کو یا گروہ کو قطعی طور پر جنتی یا جہنمی قرار دینا جائز نہیں تاوقتیکہ اس کے متعلق کوئی شرعی نص ثابت نہ ہو۔

☆......تکفیر ایک شرعی حکم ہے جو کتاب وسنت کی طرف سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا کسی مسلمان کی تکفیر اس کے کسی ایسے قول یا فعل کے باعث کرنا جائز نہیں ہے کہ جس کے کفر ہونے پر کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ تکفیر ایک نہایت پُر خطر اور نازک حکم ہے کسی مسلمان کی تکفیر میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

## ایمان کی اقسام:

علامہ شریف جرجانی نے درجات کے اعتبار سے ایمان کی چند اقسام بیان کی ہیں:

(1) **ایمان مطبوع:** فرشتوں کا ایمان ہے۔ ان کا ایمان ان کی طبیعت و مزاج میں ڈال دیا گیا ہے۔ مثلاً گناہ کی حس نہ ہونا اور وہی کچھ کرنا جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے۔

(2) **ایمان معصوم:** انبیاء کا ایمان ہے انبیاء معصوم ہوتے ہیں۔ وحی الٰہی

کی روشنی میں کام کرتے ہیں اس لئے ان سے خطا یا غلطی سرزد نہیں ہوتی۔ اگر ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً ان کی اصلاح فرما کر اس خطا کو ان کے نامہء اعمال سے مٹا کر نیکی میں بدل دیتے ہیں۔

(3) **ایمان مقبول:** مومنوں کا ایمان ہے۔ ان کے ایمان میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ غیر معصوم ہوتے ہیں۔ غلطی اور گناہ پر شرمندہ ہونے اور توبہ کرنے سے اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دیتا ہے۔

(4) **ایمان موقوف:** بدعتیوں کا ایمان ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دین میں نئے نئے راستے ڈھونڈتے ہیں۔ جو اس بات کی علامت ہے کہ ایمانیات پر ان کا کامل یقین نہیں۔

(5) **ایمان مردود:** منافقین کا ایمان ہے جو بظاہر کچھ ہیں اور اندر کچھ۔ اس لئے منافق کا ایمان قطعاً قبول نہیں۔

## ایمان کی مشتملات:

علمائے کرام نے ایمان کے اہم بنیادی عناصر کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(الف) الٰہیّات (ب) نبوات (ج) سمعیات

### (الف) الٰہیّات

الٰہیّات سے مراد وہ تمام امور ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات الہ سے متعلق ہیں۔ مثلاً توحید کی تعریف اور اس کا مفہوم، شرک، نواقض ایمان، اللہ تعالیٰ کی صفات و افعال وغیرہ۔

## (ب) نبوات

وہ تمام امور جو انبیاء کرام سے متعلق ہوں۔ مثلاً وحی، نبی اور رسول میں فرق، رسول اور امتی میں فرق، ختم نبوت، معجزات اور کرامت و جادو میں فرق۔

## (ج) سمعیات

وہ تمام سماعی امور جن کا مشاہدہ نہ کیا گیا ہو لیکن ان پر یقین کرنا اور ایمان لانا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مثلاً عذاب قبر، حیات برزخ، عالم الغیب کی باتیں وغیرہ